مبادیاتِ تعلیم

9-10

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔
منظور کردہ: وفاقی وزارت تعلیم (شعبہ نصاب سازی) حکومت پاکستان، اسلام آباد۔
موجب سرکلر نمبر No.F.13-1/2005-SS, Islamabad,the 12th March 2005
تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس،
خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

مصنّفین:

☆ ڈاکٹر محمد مرزا

پروفیسر (ر) گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، لوئر مال، لاہور

☆ عبدالسلام چوہدری

ایسوسی ایٹ پروفیسر (ر) گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، لوئر مال، لاہور

☆ ڈاکٹر خالد رشید

اسسٹنٹ پروفیسر (ر) یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

زیرِ نگرانی: ☆ لئیقہ خانم ☆ اصغر علی گِل

ناشر:

مطبع:

فہرستِ مضامین

پہلا باب:	**تعلیم کے تصورات**	**1**
	تعلیم کا تعارف اور معانی	
	تعلیم کا عمومی تصور	
	تعلیم کا اسلامی تصور	
دوسرا باب:	**تعلیم کا دائرہ کار اور وظائف**	**9**
	علم التعلیم کا دائرہ کار	
	تعلیم کے وظائف	
تیسرا باب:	**انسانی نشوونما اور بالیدگی**	**17**
	نشو ونما کے معانی و تعریف	
	شیر خوارگی	
	طفولیت	
	بچپن	
	بلوغت	
چوتھا باب:	**تعلّم**	**23**
	تعلم کے معانی اور تعریف	
	تعلم میں انفرادی اختلافات	
پانچواں باب:	**گھر، سکول اور معاشرہ**	**32**
	گھر، سکول اور معاشرہ کے معانی اور تعریف	
	تعلیم کے متعلقہ ادارے	
	معاشرے کی تشکیل میں تعلیم کا کردار	
	سکول، کمیونٹی اور معاشرے میں تعلق	
	گھر، سکول اور کمیونٹی کے تعلقات میں فروغ کے لیے اقدامات	

چھٹا باب : **پاکستان میں تعلیم** 38

پاکستان میں مقاصد تعلیم

تعلیم کی اقسام

i- پیشہ ورانہ تعلیم

ii- عام تعلیم

تعلیم کے مدارج

ابتدائی تعلیم

ثانوی تعلیم

اعلیٰ تعلیم

ساتواں باب : **نصاب** 46

نصاب کی تعریف

نصاب کے مختلف اجزا کا باہمی تعلق

پاکستان میں نصاب کی تیاری

آٹھواں باب : **مدرسہ کی سرگرمیوں کی تنظیم** 54

مدرسہ میں ہم نصابی سرگرمیوں کی اہمیت

ہم نصابی سرگرمیوں کا طلبہ کی نشو ونما میں کردار

ماحول اور ہم نصابی سرگرمیاں

نواں باب : **رہنمائی اور مشاورت** 61

رہنمائی اور مشاورت کے معانی اور تعریف

طلبہ کو پیش آنے والے مسائل

مدرسے میں رہنمائی اور مشاورت کا کردار

فرہنگ 68

کتابیات 71

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

باب 1 تعلیم کے تصورات
(Concepts of Education)

یہ بات طے شدہ ہے کہ تعلیم ایک معاشرتی عمل ہے اور تعلیم کے ذریعہ ہر معاشرے میں فرد کو معاشرے سے مطابقت پیدا کرنے اور اسے معاشرے میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ صنعتی معاشرے میں صنعتی تعلیم اور زراعت پر انحصار کرنے والے معاشرے میں زرعی تعلیم پر زور دیا جاتا ہے۔ اسی طرح مذہب پر ایمان رکھنے والے معاشروں میں مذہبی تعلیم اور کسی مذہب پر ایمان نہ رکھنے والے معاشروں میں مذہب کے خلاف تعلیم دی جاتی ہے۔

تعلیم کے بارے میں مختلف معاشروں میں مختلف تصورات پائے جاتے ہیں۔ ہمیشہ سے معاشرے کی یہ خواہش رہی ہے کہ اس کا نظریۂ حیات اور ثقافت محفوظ رہے اور آئندہ نسل کو منتقل ہوتی رہے۔ انسان کی اگلی نسل اپنی سوچ اور ضرورت کے مطابق اس میں اصلاح و ترامیم کرتی رہتی ہے اور یہ سلسلہ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے اب تک جاری ہے۔ تہذیب و ثقافت کی حفاظت اور اس کے مطابق مستقبل کے معاشرے کی تربیت تعلیم کے اہم فرائض میں شامل ہے۔ نظریۂ حیات اور اپنی ثقافت کے تحفظ کے لیے ہر معاشرہ تعلیمی ادارے قائم کرتا ہے، اس طرح ہر معاشرے کا ثقافتی اور تہذیبی ورثہ ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہو رہا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ہر معاشرہ اپنی تہذیب و ثقافت کے تحفظ کے لیے دوسرے معاشروں سے الگ نظامِ تعلیم وضع کرتا ہے۔ اس لیے مادہ پرست، اشتراکی اور ہندو معاشروں کے مقاصدِ تعلیم اور طریقہ ہائے تدریس ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ معاشرے کی ترقی کا تعلق اس کی تعلیمی ترقی سے وابستہ ہے جو معاشرے تعلیم میں نمایاں ترقی کرتے ہیں معاشرتی اور معاشی ترقی میں بھی کوئی دوسرا معاشرہ ان کا مقابلہ نہیں کر پاتا۔ معاشی اور تمدنی ترقی تعلیمی ترقی کا لازمی نتیجہ ہے۔ اس سلسلہ میں چین، جاپان اور ملائیشیا کے معاشروں کی ترقی کی مثال دی جاسکتی ہے۔

معاشرے میں پیدا ہونے والی معاشرتی تبدیلیاں مقاصدِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کی تبدیلی کا باعث بنتی ہیں۔ تعلیم کے بدل جانے سے معاشرے میں بھی تبدیلیاں واقع ہو جاتی ہیں کسی معاشرے کا جیسا نظامِ تعلیم ہوتا ہے ویسا ہی معاشرہ اس سے تشکیل پاتا ہے جیسا معاشرہ ہوتا ہے ویسی ہی اس کی تہذیب و ثقافت ہوتی ہے، اسی کے مطابق مقاصدِ تعلیم طے پاتے ہیں۔ سابقہ سوویت یونین میں مقاصدِ تعلیم طے کرتے وقت اس بات پر زور دیا جاتا تھا کہ اس کے نظامِ تعلیم سے فارغ ہونے والا شخص اچھا اشتراکی شہری ہو۔ نصابِ تعلیم بھی ایسا مرتب کیا جاتا تھا جو اشتراکی فلسفے کو پھیلانے کا باعث بنے۔ یورپ اور امریکہ جیسے سرمایہ دار جمہوری معاشروں میں مقاصدِ تعلیم میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ فرد معاشرے سے مطابقت پیدا کر سکے۔ تعلیم سے فارغ ہونے والے ہر فرد سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ خود کما سکے اور خرچ کر سکے۔ نصابِ تعلیم میں سرمایہ دارانہ نظامِ زندگی کی حمایت اور مغربی جمہوریت کے فلسفہ کا پرچار ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف مسلمان معاشرہ اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ ساری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ انسانوں کی

ہدایت کے لیے اس نے وحی کا سلسلہ قائم کیا جو قرآن پاک کی شکل میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ کائنات کی تخلیق اور نظریۂ حیات کے اختلاف کی وجہ سے مسلمان معاشروں کا نظامِ تعلیم بھی دوسرے معاشروں سے مختلف ہے۔

اگر ہم تاریخ کے اوراق پر نظر دوڑائیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے تعلیم کے ذریعے عربوں کی ثقافت کی تشکیلِ نو کی اور ان کی معاشرتی اور معاشی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں ایسی تبدیلیاں پیدا کیں کہ وہ قوم جو آپ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی پیدائش کے وقت کسی شمار میں نہ تھی وہ اپنی تعلیم اور ثقافت بدل جانے سے صنعت وحرفت، سائنس، معاشیات اور معاشرت میں دنیا کی امام بن گئی۔

ذیل کے صفحات میں یہ سمجھنے کی کوشش کی جائے گی کہ تعلیم کے بارے میں مختلف تصورات کیا ہیں اور تعلیم بذاتِ خود کیا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو پیدا کر کے زمین پر بھیجا۔ جوں جوں روئے زمین پر انسانوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ خاندان اور قبیلے وجود میں آئے بڑا معاشرہ بنتا گیا۔ علم اور تہذیبی روایات والدین سے اولاد کو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہیں۔ مرد چوپالوں میں بیٹھ کر داستانیں اور واقعات سناتے تھے اور گھر کی عورتیں چولھوں کے پاس بیٹھ کر پچھلے قصے اور واقعات سناتی تھیں۔ اس طرح ایک نسل دوسری نسل کو اپنی تہذیب وثقافت اور علم منتقل کرتی تھی۔ یہ تعلیم تھی۔ آہستہ آہستہ مختلف ادارے وجود میں آتے گئے، کاغذ کی ایجاد سے کتابوں کی چھپائی کا سلسلہ شروع ہوا۔ دوسرے آلات اور ایجادات کا سلسلہ آگے بڑھا، معاشرے کی ترقی کے ساتھ قومیں اور ملک وجود میں آئے۔ درس گاہیں اور مدرسے قائم ہوئے۔ علوم نے ترقی کی اور ہم آج کے دَور میں داخل ہوگئے۔ انسان کی پیدائش سے تعلیم کا جو سلسلہ شروع ہوا آج بھی جاری ہے۔

تعلیم عربی کے لفظ علم سے ماخوذ ہے۔ علم کے معنی جاننا، پہچاننا یا کسی حقیقت کا ادراک حاصل کرنا ہے اور تعلیم کے معنی بتانا، پڑھانا، بار بار اور کثرت سے خبر دینے کے ہیں۔ اس حد تک کہ بتائی جانے والی بات مخاطب کے ذہن میں بالکل واضح ہو جائے۔ تعلیم محض علم پہنچانے کا نام نہیں ہے بلکہ معاشرتی تربیت، اخلاق اور کردار کی تعمیر بھی اس میں شامل ہے۔ انگریزی میں تعلیم کے لیے لفظ ایجوکیشن (Education) استعمال ہوتا ہے۔ جس کے معنی تربیت دینا، نشوونما کرنا، کسی خاص سمت میں رہنمائی کرنا اور مخفی صلاحیتوں کو جلا دینا کے ہیں۔ اس طرح تعلیم یا ایجوکیشن کے مفہوم سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کے اندر کھلی اور چھپی جو صلاحیتیں قدرت نے رکھی ہیں۔ ان کو بروئے کار لانے میں مدد دینا تعلیم یا ایجوکیشن ہے۔

اصطلاحی طور پر تعلیم ایسا عمل ہے۔ جس کے ذریعے معاشرے کے افراد کی تربیت اور نشوونما کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں افراد کو معاشرے کے کامیاب ارکان کی حیثیت سے زندگی گزارنے کے قابل بنایا جاتا ہے۔ اس سے تعلیم کا جو مطلب اخذ ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں دی ہیں۔ اُستاد ان کو معلوم کرے اور ان کی تربیت کرے۔ یعنی تعلیم معاشرے کے ارکان کی شخصی تکمیل کا عمل ہے۔

مختلف ماہرینِ تعلیم نے تعلیم کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے تعلیم کی مختلف تعریفیں کی ہیں۔ بعض نے تعلیم کو سچائی کی تلاش کا عمل قرار دیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ تعلیم انسان کو انسان بناتی ہے۔ بعض کے نزدیک تعلیم معاشرے کے ساتھ مطابقت (Social Adjustment) پیدا کرنے کا عمل ہے۔ بعض کی رائے میں تعلیم قوم کے تہذیبی ورثے کی حفاظت کرتی ہے، اس کی اصلاح کرتی ہے اور قومی ثقافت کو نسل در نسل منتقل کرتی ہے۔

تعلیم کا عمل پیدائش سے موت تک جاری رہتا ہے۔اس میں تمام نصابی اور ہم نصابی سرگرمیاں شامل ہیں۔کمرۂ جماعت کے اندر یا باہر تعلیم کا عمل سکول میں، گھر میں، کھیل کے میدان، یعنی ہر جگہ جاری رہتا ہے۔ کسی بات کو دیکھنا، سمجھنا اور اسے اپنے کردار کا حصہ بنا لینا تعلیم ہے۔ بولنا، پڑھنا، لکھنا، تقریر کرنا یا کوئی جسمانی مہارت حاصل کر لینا تعلیم ہے۔اپنے اخلاق و عادات، رویوں اور سوجھ بوجھ میں نشوونما پانا تعلیم ہے۔

حقیقت میں تعلیم ایسا معاشرتی عمل ہے جس سے افراد معاشرہ کو ایسی رہنمائی حاصل ہوتی ہے جس سے ان کی ہمہ پہلو تربیت اور نشوونما ممکن ہو جاتی ہے۔تعلیم مخفی شخص کو اس کے خول سے باہر نکالتی اور معاشرے کا ایک مفید رکن بنا دیتی ہے۔قوموں کی ترقی کا انحصار تعلیم یافتہ افراد پر ہوتا ہے۔

انسان زمین پر اللہ تعالیٰ کا نائب اور اشرف المخلوقات ہے۔اللہ کی عطا کردہ اس برتری کے ساتھ ساتھ اللہ نے اس کو سائنس کا علم عطا کر کے اشیا کی اصلیت اور حقیقت جاننے کی صلاحیتیں بھی دی ہیں، لیکن انسان اپنی تمام صلاحیتوں کے باوجود رہنمائی کے لیے اپنے ربّ کا محتاج ہے۔ کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی اور خالق کائنات کی حقیقت کو جان لے۔ کامیابی صرف رضائے الٰہی کے حصول میں ہے اور تعلیم ہمیں رضائے الٰہی کے حصول کا راستہ بتاتی ہے۔

انسان جن طریقوں سے تعلیم حاصل کرتا ہے؛ ماہرین تعلیم نے ان کو تین اقسام رسمی تعلیم، نیم رسمی تعلیم اور غیر رسمی تعلیم میں تقسیم کیا ہے۔

رسمی تعلیم (Formal Education)

ہر معاشرہ اپنی نئی نسل کی تربیت کے لیے سکول، کالج، یونیورسٹیاں اور دوسرے تعلیمی ادارے قائم کرتا ہے۔ واضح اور طے شدہ مقاصد کے تحت مقررہ نصاب اور مشاغل کے ذریعے معاشرے کے مقرر کردہ اساتذہ مخصوص طریقہ ہائے تدریس استعمال کر کے ایسے تعلیمی اداروں میں جو تعلیم دیتے ہیں۔ وہ رسمی تعلیم کہلاتی ہے۔ طے شدہ تعلیمی مقاصد، نصاب تعلیم اور مخصوص اداروں کے ذریعے معاشرہ اپنی آئندہ نسل کا رخ متعین کرتا ہے۔سکول، کالج اور یونیورسٹیاں رسمی تعلیم کی اچھی مثالیں ہیں۔

نیم رسمی تعلیم (Non-Formal Education)

بعض اوقات مختلف اساتذہ سے جز وقتی کام لے کر مختلف کورسز کی تدریس کا اہتمام کیا جاتا ہے۔اساتذہ کی باقاعدہ بھرتی عمل میں نہیں آتی۔ دراصل یہ تعلیم بھی رسمی تعلیم ہی کا حصہ ہوتی ہے۔ تعلیمی مقاصد اور نصاب بھی طے شدہ ہوتا ہے، لیکن باقاعدہ تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں نہیں لایا جاتا۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی کلاسز اور مختلف کلاسوں کے مختلف مضامین کی تیاری کے لیے ٹیوشن کے باقاعدہ اداروں کی مثال دی جا سکتی ہے۔

غیر رسمی تعلیم (In-Formal Education)

کاشت کار کا بیٹا کاشتکاری سیکھنے کے لیے کسی سکول میں داخل نہیں ہوتا بلکہ اپنے والدین کا ہاتھ بٹاتا ہے اور کاشتکاری سیکھ جاتا ہے۔لوہار کا بیٹا لوہے کا کام اور ترکھان کا بیٹا لکڑی کا کام سیکھ جاتا ہے۔

غیر رسمی تعلیم باقاعدہ اداروں میں حاصل نہیں ہوتی نہ ہی شعوری انداز میں مقاصد تعلیم کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ گھر میں، گلی محلے

کے دوستوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے، بازار میں اور مسجد میں آدمی بہت کچھ سیکھتا ہے۔ یہ تعلیم کا غیر رسمی طریقہ ہے ایسی تعلیم کے لیے جگہ، وقت اور نصاب کا تعین نہیں ہوتا۔ ایسی تعلیم کا سب سے بڑا مرکز گھر ہے۔ گھر اور خاندان کے بہت سے رسم و رواج آدمی خود بخود سیکھتا ہے۔

تعلیم کا عمومی تصور (General Concept of Education)

ہر قوم کی تہذیب و ثقافت دوسری اقوام سے مختلف ہوتی ہے۔ تعلیم کے ذریعے ہر قوم اپنی ثقافت اور نظریۂ حیات کے بارے میں تمام معلومات اپنی نئی نسل کو فراہم کرتی ہے اور اپنی نئی نسل کو اس نظریۂ حیات اور طریقۂ زندگی سے متعارف کرانا چاہتی ہے؛ جو اس کے نزدیک سب سے افضل اور سب سے اعلیٰ ہے۔ تعلیم کے ذریعہ معاشرہ اپنے عقائد، نظریات اور تہذیب و تمدن کو اپنی نئی نسلوں کو منتقل کرتا ہے اور پھر ان سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اس قومی اور ثقافتی ورثہ کو ترقی دیں گے اور اس میں قابلِ فخر اضافے کریں گے۔ نئی نسل کو یہ ثقافت منتقل کرنے کا نام تعلیم ہے۔

دُنیا کی مختلف اقوام کے مقاصدِ حیات اور نظریۂ حیات دوسری اقوام سے مختلف ہوتے ہیں اس لیے ہر معاشرہ اپنا نظامِ تعلیم اپنی ثقافت اور نظریۂ حیات کے مطابق مرتب کرتا ہے۔ اسی لیے ہر قوم کا نظامِ تعلیم دوسری اقوام سے مختلف ہوتا ہے۔ مغربی اقوام اور دُنیا کے دوسرے نظاموں کے مقابلے میں مسلمانوں کے مقاصدِ حیات اور نظریۂ حیات الگ حیثیت رکھتے ہیں۔ اس لیے اسلام کا تصورِ تعلیم اور نظامِ تعلیم بھی دوسری اقوام سے مختلف ہے۔

مادہ پرست عملاً سمجھتے ہیں کہ انسانی زندگی صرف مادی دُنیا تک محدود ہے اور یہ کائنات خود بخود وجود میں آ گئی ہے اور خود بخود کسی دن ختم ہو جائے گی۔ یہی نظریہ ان کے ہاں تعلیم کی بنیاد ہے چونکہ ان ممالک کی معاشرت اور تمدن تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ اس لیے ان کے ہاں تعلیم کا مفہوم اور مقاصد بھی معاشرتی تبدیلیوں کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

یونانی فلسفی ارسطو انسان کو معاشرتی حیوان سمجھتا تھا۔ اس کے نزدیک تعلیم کا مقصد اس حیوان کو اعلیٰ درجے کا شہری بنانا تھا۔ آج کا مادہ پرست معاشرہ انسان کو اعلیٰ درجے کا حیوان قرار دیتا ہے جو دوسرے درجے کے حیوانوں سے سوچنے اور بولنے کی وجہ سے ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ان کے ہاں تعلیم کا اعلیٰ ترین مقصد انسان کی جسمانی صلاحیتوں کو نشوونما کے مواقع فراہم کرنا اور اس کی جبلّی خواہشات کی تسکین ہے۔ تعلیم ان کے ہاں انسان کی دنیوی ضروریات کو پورا کرنے کی تربیت کا ایک ذریعہ ہے۔ ان کے ہاں نظامِ تعلیم اسی کے مطابق ترتیب پاتا ہے۔ مقاصدِ تعلیم اور نصاب مرتب کرتے وقت ہر معاشرہ اپنی ثقافت اور نظریات کو بنیاد بناتا ہے۔ سابقہ سوویت یونین میں مقاصدِ تعلیم طے کرتے وقت اس بات پر زور دیا جاتا تھا کہ تعلیم سے فارغ ہونے والا فرد اشتراکی ہو۔ نصابِ تعلیم بھی ایسا مرتب کیا جاتا تھا جو اشتراکی فلسفے کو پھیلانے کا باعث بنے۔ یورپ اور امریکہ جیسے سرمایہ دار، جمہوری ممالک کے مقاصدِ تعلیم میں اس بات کو بنیاد بنایا جاتا ہے کہ فرد معاشرے سے مطابقت پیدا کر سکے خود کما سکے اور خرچ کر سکے اور جو نصابِ تعلیم پڑھایا جاتا ہے، اس میں سرمایہ دارانہ نظام کی حمایت اور مغربی جمہوریت کے فلسفہ کا پرچار ہوتا ہے۔ اس کے مقابلے میں اسلامی نظامِ تعلیم کا مقصد فرد کو اللہ تعالیٰ کا ایک نیک اور صالح بندہ بنانا ہے جو اللہ کی رضا کے مطابق زندگی گزارے۔ اسلامی معاشرے کے نصابِ تعلیم میں قرآن و سنت اور اس کے معاون علوم کو مرکزی حیثیت حاصل ہوگی۔

تعلیم کا اسلامی تصور (Islamic Concept of Education)

آپ یہ تو جان چکے ہیں کہ ہر معاشرے کا زندگی کے بارے میں ایک جُداگانہ اور الگ نظریہ ہے۔ جسے اس قوم کا نظریۂ حیات یا آئیڈیالوجی کہتے ہیں۔قومی تعلیم اور نظام تعلیم اسی نظریۂ حیات سے جنم لیتے ہیں۔ اس لیے اسلامی تصور تعلیم کو سمجھنے کے لیے اسلامی نظریۂ حیات کو سمجھنا ضروری ہے۔ اس نظریہ کے مطابق استادِ اوّل اللہ تعالیٰ خود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان، حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجنے سے پہلے اشیا کے استعمال کا سائنسی علم عطا فرمایا۔ دوسرا علم، اسے علم ہدایت کی صورت میں عطا کیا۔ جس کا نظام وحی کے ذریعے قائم کیا گیا۔ اس طرح پہلا انسان براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہدایت لے کر دنیا میں آیا۔ جوں جوں انسانوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ خاندان اور قبیلے وجود میں آئے اور معاشرہ بڑا بنتا گیا۔ علم اور تہذیبی روایات والدین سے اولاد کو سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی رہیں۔ جہاں جہاں معاشرے کی تہذیب اور ثقافت میں بگاڑ پیدا ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ اس معاشرہ کی درست سمت میں رہنمائی کے لیے اپنے انبیا بھیجتا رہا جو معاشرہ کو صحیح تعلیم سے آگاہ کرتے تھے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں جن پر آخری وحی بھیج کر اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو مکمل کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعے اسلامی تہذیب وثقافت کو قیامت تک کے لیے محفوظ کر دیا۔ اسلامی نظریۂ حیات کے مطابق علم کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ یہ علم قرآن پاک اور حدیث کی شکل میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔ یعنی مسلمانوں کی تعلیم کے مقاصد کا سرچشمہ بھی قرآنی تعلیمات ہیں۔

اسلامی نظریۂ حیات کے مطابق تعلیم ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے انسان کی ہمہ پہلو تربیت کی جاتی ہے اور اس کے کردار کو خاص سانچے میں ڈھالا جاتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہونے کے منصب کے حوالے سے دُنیا کی امامت کا فریضہ انجام دے سکے۔ اسلام میں تعلیم کے ذریعہ افرادِ معاشرہ کو اس طرح تیار کیا جاتا ہے کہ ان کے ذہنوں میں اللہ تعالیٰ کی بندگی کا تصور پوری طرح واضح اور پختہ ہو جائے۔ ان کی تمام کاوشوں کا مرکزی مقصد صرف رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے۔ یہی اسلامی تعلیم ہے اور یہی اسلامی تعلیم کا مدّعا ہے۔

تعلیم کے مفہوم کی وضاحت مختلف مفکرین اسلام نے مختلف انداز میں فرمائی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں۔ تعلیم کا حصول اس پر عمل کرنے کی غرض سے ہونا چاہیے کیونکہ ایسی تعلیم جس پر عمل نہ کیا جائے بے کار ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد آدمی کو اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ اچھائی اور بُرائی میں تمیز کر سکے۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد انسان کو ایسا راستہ اختیار کرنا چاہیے جس کے نتیجے میں آخرت کی زندگی میں سکون میسر آ سکے اور وہ اللہ کے غضب سے بچ سکے۔ ہمارے قومی شاعر اور مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ جو اپنے زمانے کے علوم میں گہری بصیرت رکھتے تھے فرماتے ہیں کہ اگر علم کی قوت دین کے تابع ہو جائے تو نوع انسانی کے لیے سراپا رحمت ہے۔

دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے جس نے علم کو وہ اہمیت دی ہو جو اسلام نے دی ہے۔ قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ انسان نے زندگی کے سفر کا آغاز جہالت سے نہیں بلکہ علم سے آراستہ ہو کر کیا اور علم ہی کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور دوسری مخلوقات پر اس کی فضیلت قائم فرمائی۔ قرآن پاک میں سب سے پہلا حکم پڑھنے اور لکھنے کے بارے میں ہے۔ اس لیے جہاں دُنیا کی ترقی یافتہ تہذیبیں تعلیم کے حصول کو انسان کا حق مانتی ہیں۔ وہاں اسلام علم کے حصول کو فرض قرار دیتا ہے۔ یہ یاد رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم غیر نافع علم سے بچنے اور نافع علم میں اضافہ کی دُعا فرماتے۔ اسلام علم برائے علم کا قائل نہیں ہے اور نہ ہی علم کو دینی علم اور دنیوی علم کے خانوں میں تقسیم کرتا ہے بلکہ دین و دُنیا کا تصور اس طرح پیش کرتا ہے کہ دین دنیا سے الگ کوئی چیز نہیں ہے۔ اسلامی نظریۂ تعلیم کے

مطابق دین کے ساتھ ساتھ دنیوی ترقی کی راہیں بھی کھلی ہیں۔ علم کی اہمیت کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی میں حکم دیا کہ پڑھ اللہ کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا، اس حکم کی اہمیت کے پیشِ نظر مسلمانوں کو گود سے گور تک تعلیم کے حصول کا حکم دیا گیا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے مسلمانوں کی تعلیم کا تعلق اس علم سے ہے جس کا سرچشمہ ذاتِ الٰہی ہے، یہ وحی کا علم ہے جو قرآن پاک کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے۔ اسلام صرف وحی کے علم کو قطعی اور حتمی قرار دیتا ہے۔ حواس اور عقل کے علاوہ دوسرے ذرائع علم کی صحت امکانی ہے۔ ان علوم پر انحصار ایسی صورت میں ممکن ہے جب یہ وحی کے ذریعے حاصل ہونے والے علم سے متصادم نہ ہوں اگر یہ علوم وحی سے متصادم ہوں تو ان کو ٹھکرا دیا جائے گا۔

تعلیمی سرگرمیوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ انسان اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو سمجھ سکے۔ معرفتِ الٰہی اور رضائے الٰہی کے لیے کوشاں رہے اور عارضی زندگی میں اللہ کا نائب ہونے کا حق ادا کرے تاکہ اسے آخرت میں نجات حاصل ہو جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ فرد اور معاشرہ کی نشوونما کا اہتمام کرنا بھی تعلیم کا ایک اہم مقصد ہے۔

مسلمان مفکرین میں سے علامہ اقبالؒ جو مشرق اور مغرب کے علوم میں گہری بصیرت رکھتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر علم کی قوت دین کے تابع ہو جائے تو نوعِ انسانی کے لیے سراپا رحمت ہے، یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کا تصورِ دین، مغرب کے تصورِ مذہب کی طرح صرف پرستش کی رسموں تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کا مقصد زندگی کے ہر شعبہ کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے تابع بنانا ہے۔

امام غزالیؒ جو بہت بڑے مفکر اور ماہرِ تعلیم تھے۔ تعلیم کے مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تعلیم ایسا ذریعہ ہے جس کی مدد سے انسان اللہ تعالیٰ کا قُرب حاصل کر سکتا ہے، لیکن اگر کوئی شخص صرف اس غرض سے علم حاصل کرے کہ وہ دنیا میں اعلیٰ مرتبہ حاصل کر سکے یا علم کے ذریعے اپنی ذاتی خواہشات کے حصول کو زندگی کا شعار بنائے، تو ایسا شخص آخرت میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے نہیں بچا سکتا۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی فرمان ہے کہ علم مسلمان کی گم گشتہ میراث ہے۔ جہاں سے بھی ملے اسے حاصل کرو۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تعلیمی اداروں کا نصاب ایسا ہونا چاہیے جو نافع ہو اور طالب علم میں ایسا طرزِ فکر پیدا کرے، جو ان کو یہ شعور دے کہ کائنات کی قوتوں کی تسخیر ممکن ہے۔ جس سے بنی نوع انسان فائدہ اٹھا سکے۔ یہی سائنسی شعور ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نائب اور پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر بھیجنے سے قبل "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا" (سورۃ بقرہ ۳۱) (اور ہم نے آدم علیہ السلام کو تمام اشیا کے نام سکھا دیے) عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمان طالب علموں کو یہ تاکید بھی فرمائی ہے کہ یہ دعا کرتے رہو۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا! (اے میرے ربّ میرے علم میں اضافہ فرما)۔

مشقی سوالات

-1 مختلف آرا کی روشنی میں تعلیم کا مفہوم واضح کریں۔
-2 تعلیم کا عمومی تصور کیا ہے؟
-3 تعلیم کے عمومی تصور اور اسلامی تصورِ تعلیم کا فرق واضح کریں۔
-4 اسلامی تصورِ تعلیم کی امتیازی خصوصیات تحریر کریں۔
5 رسمی، نیم رسمی اور غیر رسمی تعلیم سے کیا مراد ہے؟
-6 اسلامی نقطۂ نظر سے علم کی اہمیت اور مقاصد بیان کریں۔
-7 درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:
-i رسمی طریقہ تعلیم کیا ہے؟
-ii غیر رسمی طریقہ تعلیم سے کیا مراد ہے؟
-iii نیم رسمی طریقہ تعلیم سے کیا مراد ہے؟
-iv امام ابو حنیفہؒ نے تعلیم کے بارے میں کیا فرمایا؟
-v امام غزالیؒ نے علم کے حصول کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟
-vi تعلیم اور علم میں کیا فرق ہے؟
-vii تعلیم کی تین تعریفیں بیان کریں۔
-8 درج ذیل بیانات میں سے جو صحیح ہیں ان کے سامنے (ص) کے گرد اور جو غلط ہیں ان کے سامنے (غ) کے گرد دائرہ لگائیں۔
-i غیر رسمی تعلیم میں تعلیمی مقاصد کو شعوری انداز میں پیشِ نظر رکھا جاتا ہے۔ ص/غ
-ii بچے کا گھر غیر رسمی تعلیم کا اہم مرکز ہے۔ ص/غ
-iii بچے کی تعلیم کا اولین مرکز مدرسہ ہوتا ہے۔ ص/غ
-iv اُٹھتے بیٹھتے، ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ جو تعلیم حاصل کی جاتی ہے، رسمی تعلیم کہلاتی ہے۔ ص/غ
-v اسلامی نقطۂ نظر کے مطابق تعلیم حاصل کرنا ہر ایک کا بنیادی حق ہے۔ ص/غ
-vi اسلامی نظریہ حیات دین اور دُنیا کو دو خانوں میں تقسیم کرتا ہے۔ ص/غ
-vii تعلیم کا سب سے بڑا مقصد روزی کمانا ہے۔ ص/غ
-9 مناسب الفاظ سے خالی جگہ پُر کریں۔
-i بعض مفکرین تعلیم کے نزدیک............معاشرے سے مطابقت پیدا کرنے کا عمل ہے۔
-ii تعلیم کے ذریعے فرد کی شخصیت کے تمام پہلوؤں کی............ممکن ہو جاتی ہے۔
-iii مخصوص تعلیمی اداروں میں مخصوص اساتذہ اور نصاب کے ذریعہ جو تعلیم دی جاتی ہے............کہلاتی ہے۔
-iv وحی کا علم................کی شکل میں ہمارے پاس محفوظ ہے۔

v- اسلام صرف.................. کے علم کو قطعی اور حتمی قرار دیتا ہے۔

vi- دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں ہے۔ جس نے تعلیم کو وہ اہمیت دی ہو جو............ نے دی ہے۔

10- ذیل میں ہر بیان کے چار جوابات دیے گئے ہیں جن میں سے صرف ایک جواب صحیح ہے۔ آپ صحیح جواب پر نشان (✓) لگائیں۔

i- انسان کو معاشرتی حیوان سمجھتا تھا:

(ا) ارسطو (ب) علامہ اقبالؒ (ج) حضرت امام ابو حنیفہؒ (د) امام غزالیؒ

ii- بچے کی تعلیم کا اولین مرکز:

(ا) گھر (ب) سکول (ج) محلّہ (د) مسجد

iii- رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا! میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما، یہ دُعا کس نے سکھائی؟

(ا) اللہ تعالیٰ (ب) حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

(ج) امام ابو حنیفہؒ (د) حضرت امام غزالیؒ

iv- قومی ثقافت کو نسل در نسل منتقل کرتی ہے:

(ا) کتاب (ب) تعلیم (ج) وعظ (د) اخبار

v- انسان جن طریقوں سے تعلیم حاصل کرتا ہے۔ ان کی اقسام:

(ا) دو ہیں (ب) تین ہیں (ج) چار ہیں (د) پانچ ہیں

vi- حضرت آدم علیہ السلام زمین پر آنے سے پہلے علم حاصل کر چکے تھے:

(ا) علم (ب) دینی علم (ج) معاشی علم (د) معاشرتی علم

vii- دُنیا میں اعلیٰ منصب کے لیے علم حاصل کرنے والا شخص اللہ کے غضب سے نہیں بچ سکتا، کس نے فرمایا؟

(ا) حضرت محمد صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم (ب) امام ابو حنیفہؒ

(ج) امام غزالیؒ (د) علامہ اقبالؒ

11- ذیل میں دیے گئے کالم (ا) کے اجزا کو کالم (ب) کے اجزا کے ساتھ اس طرح ملائیں کہ درست جواب حاصل ہو جائے۔

کالم (ا)	کالم (ب)
i- انسان زمین پر اللہ کا نائب	پڑھو............
ii- سکول، کالج اور یونیورسٹیاں	رسمی، نیم رسمی اور غیر رسمی
iii- قرآن پاک میں سب سے پہلا حکم ہے	اپنی نئی نسل کو فراہم کرتی ہے۔
iv- انسان جن طریقوں سے تعلیم حاصل کرتا ہے ان کی اقسام تین ہیں۔	رسمی تعلیم کے ادارے ہیں۔
v- ہر قوم اپنی ثقافت اور نظریہ حیات کے بارے میں تمام معلومات	اور اشرف المخلوقات ہے۔